اسلام کے تحقق میں پیغمبر (ص) اور امام خمینی (رح) کی سیرت

عبدالجواد ابراہیمی

پیغمبر اکرمؐ اور امام خمینیؒ کی سیرت کی شناخت کرنے کے لئے سب سے پہلے اس عنوان کو تشکیل دینے والے عناصر اور مفاہیم کی تحلیل کریں گے اس کے بعد ان مفاہیم اور مصادیق کے حدود اور خصوصیات کو بیان کریں گے۔

مذکورہ بالا عنوان میں اسلام اور پیغمبر اکرمؐ دو اساسی عنصر ہیں کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی حقیقت کو بیان کر رہا ہے۔ پیغمبرؐ وہی اسلام مجسم ہے اور اسلام وہی پیغمبرؐ ہے جو ایک مکتب اور آئین کی صورت میں جلوہ گر ہوا ہے اور ایک کو دوسرے کے ذریعہ پہچانا جا سکتا ہے ایک طرح سے کہا جا سکتا ہے ان دونوں کے درمیان فرق مفہوم اور مصداق کا ہے۔

امام خمینیؒ نے بھی اپنی زندگی کے اجتماعی اور انفرادی تمام شعبوں میں پیغمبرؐ کی سیرت کو اپنایا اور اس کا احیاء کیا ہے اور اس کی مدد سے جس اسلام کو پیغمبر اکرمؐ نے دنیا والوں کے سامنے پیش کیا تھا اور اسے اسلامی معاشرے میں رائج کیا اسے محقّق کریں اور سچے اسلام شناسوں اور واقعی مسلمانوں کے نظریہ میں خالص اسلام محمدیؐ کا حقیقی نمونہ اور مجسم اسلام کی دنیا والوں کے سامنے مثال شمار ہوں۔

جن لوگوں نے پیغمبر اکرمؐ کی سیرت کو بخوبی پہچانا ہے اور اسلام کی نشر واشاعت اور اس کے تحقق میں امام خمینیؒ کی روش کا ادراک کیا ہے وہ ان دونوں سیرتوں کو ایک دوسرے سے مطابقت کر کے آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں۔

بنابراین اس یکسانیت کی شناخت اور امام خمینیؒ کا تجزیہ اور اس کی پیغمبر کی سیرت مطابقت کر کے مسلمانوں کے لیے اس دور

میں یقین کرنے والا کردار ادا کرسکتے ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ اور آپکی سیرت کا مقصد:

پیغمبر اکرمؐ کے مقصد کو مندرجہ ذیل تین موضوع میں خلاصہ کیا جاسکتا ہے

۱۔ تعلیم وتربیت کے ساتھ توحید پرستی کا جذبہ پیدا کرنا۔

۲۔ معاشرہ میں مکارم اخلاق کی ایجاد۔

۳۔ اجتماعی عدالت کا قیام۔

خداوند متعال نے پیغمبر اکرمؐ کی بعثت کا مقصد خدا کی عبادت اوطاغوت (ظالم وسرکش) کا انکار بیان فرمایا ہے:

''ولقد بعثنا فی کل امة رسولاً ان اعبدواللّٰہ و اجتنبو الطاغوت''[1]۔

اور رسول اکرم اپنے بعثت کا مقصد لوگوں کے درمیان مکارم اخلاق کے تکمیل بیان فرمائی ہے:

''انی بعثت لاتمم مکارم الخلاق''۔

قرآن کریم کی آیت میں پیغمبروں کی بعثت کا مقصد اجتماعی عدالت قائم کرنا بیان کیا گیا ہے:

''لقد ارسلنا بالبینات وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس لقسط''[2]۔

آیات وروایا سے پیغمبروں کی بعثت کے جو مقاصد سمجھ میں آتے ہیں ان سے ظاہر تعدد کے باوجود کہ سب ایک کلی مقصد کی طرف پلٹتے ہیں اور ترقی یافتہ انسان اور خداپسند انسانی معاشرہ ہے۔

اس بلند و بالا اور کلی مقصد میں انسان بنایا اور تیار کیا جاتا ہے کہ اس کے سارے افکار اخلاق اور توحید اور خداپرستی کے دائرہ میں آجاتے ہیں اور فکر و عمل میں مخصوص نورانیت محسوس کرتا ہے کہ اس کے عقیدہ میں کفروشرک کی تاریکی اور ظلمت کی گنجائش نہیں ہے اور نافرمانی اور عصیان کی تاریکی کا اس کے عمل میں گزر نہیں ہے اس نبیاد پر توحید اور اس کے لوازمات کا عقیدہ رکھنا مومن انسان کے عقیدہ اور عمل پر سایہ فگن ہوتا ہے اور اس کی ساری زندگی کو روشنی اور سعادت بخشتا ہے۔ بنابرین نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انبیاء کی بعثت کا مقصد انسان کو سوارنا ہے۔

دعوت الٰہی کی شمولیت اور اس کا معاشرہ میں تحقق کا تقاضا:

اسلام نے اپنی دعوت میں ہر زمان اور مکان میں تمام انسانوں کو شامل کیا ہے اور اپنی دعوت میں انسان کو تمام گوناگوں مظاہر

---

[1]۔ سورہ نحل/۳۶۔

[2]۔ سورہ حدید/۲۵۔

کے یعنی زبان، رنگ، نسل و خاندان قومیت مختلف کے باوجود سب کو اپنا مخاطب قرار دیا ہے لہٰذا اس عالمی دعوت کے تحقق اور کامیابی کے لئے دو عنصر کا ہونا ضروری ہے

الف۔ایک طرف سے دعوت کے مفہوم میں اقتضا پایا جانا چاہیے تاکہ تمام لوگوں میں اس کی طرف مائل ہونے کا شوق اور جذبہ پیدا ہو۔

ب۔ دوسری طرف سے صاحب شریعت یا الٰہی پروگرام کا اجرا کرنے والا خاص امتیاز اور مناسب وسیلہ کا مالک ہو تاکہ اسے بہترین طریقہ سے معاشرے میں رائج اور عام کر کے اس کا تحقق ممکن بنائے۔

جو کچھ یہاں پر بلند و بالا اہمیت کا حامل ہے یہ ہے کہ پیغمبر نے کس طرح اور کن وسائل سے اپنی بعثت کے عظیم مقصد تک پہنچے ہیں اور پہنچیں گے۔ لیکن دعوت الٰہی کا مضمون اس کے فطرت انسان سے مطابقت کرنے کی وجہ سے خاص کشش کا حامل ہے کہ موانع اور رکاوٹوں کے نہ ہونے کی صورت میں اپنی ذات میں عالمی مقبولیت کا تقاضا رکھتا ہے ۔ وہ فطری اور طبیعی انسان جو دعوت الٰہی کا مخاطب ہے اپنے فطری رجحان میں الٰہی سعادت بخش آئین کا احساس رکھتا ہے کہ یہ پیغمبر کی کامیابی کا اور آنحضرت کی نورانی مکتب کے رائج اور عام ہونے کا ہر دور و زمانہ میں عالمی سطح پر ایک راز ہے۔ لیکن صاحب شریعت اور الٰہی پروگرام کا اجراء کرنے والا امانت، عدالت، شجاعت، عصمت جیسی تمام اخلاقی خصلتوں اور الٰہی اقدار کا حامل ہونے کی وجہ لوگوں کے مائل ہونے اور اسلام کی وسعت کی دوسری دلیل رہی ہے :

"لنت لهم و لوكنت فظاً غليظ القلب لانفضوا..."[1]۔

ہاں پیغمبر اکرمؐ کی عظیم الشان شخصیت اور آپ کی اخلاقی خصوصیات اسلام کی ترویج اور اس کے تحقق میں اس کی تاثیر قابل ذکر ہے :

"لقد جائكم رسول من انفسكم عزير عليكه ما عنتم بالمومنين رؤف و رحيم"[2]۔

اسلام احکام الٰہی کے اجراء کے رخ کو رسول خداؐ کی جانشینی بیان (ولایت امری) کے قالب میں کر کے اسلامی معاشرے کو ضمانت دیتا ہے اور دین کے عملی اور اجتماعی تحقق اور استمرار کو جاوید بناتا ہے اسلام رسول اکرم (ص) کے زمانہ میں انسانوں کی ہدایت اور اپنی طرف جذب کرنے اور اسلامی معاشرہ کی باگ وڈور اپنے ہاتھ میں لینے کی توانائی بخوبی رکھتا ہے اور پوری تاریخ

---

[1]۔ آل عمران/۱۵۹۔

[2]۔ سورہ/توبہ ۱۲۸۔

انسانیت میں ہر نسل کے لئے ایک جامع نمونہ ہو سکتا ہے۔

پیغمبر کی الٰی دعوت اور سیاسی رسالت میں:

پیغمبر اکرمؐ تمام لوگوں کو اپنا مخاطب جانتے ہیں اپنی الٰی رسالت کے تحقق کی لئے موثر اور مفید وسائل کا استعمال کرتے ہیں کہ مختصر ترین مدت میں انسانیت کو زندگی ساز اور سعادت بخش مکتب کی طرف متوجہ کر دیں لہٰذا پیغمبر صرف تعلیم وتربیت کے مدرسہ یا مسجد بنا کر انہیں اسلام کی طرف مائل کرنے پر اکتفاء نہیں کر سکتے، پیغمبر معاشرہ میں اسلام کو رائج کرنے اور اسے محقق کرنے کے خواہاں اور ذمہ دار ہیں۔ اسی لئے فلسفی مکاتب کے ماننے والوں کی طرح سنتے واپنے اعتقادی مکتب کے بیان پر آواز ان کے کانوں میں سنائیں۔ البتہ ابتداء میں پیغمبرؐ نے اپنی دعوت کو معاشرہ میں دینی تعلیم وتربیت کے ساتھ مفید اور کارآمد افراد کی تربیت کرتے ہیں اور مکہ معظّمہ میں ۱۳سال شب وروز کی جدوجہد کو صالح افراد کے قالب میں انسان سازی میں لگے رہتے ہیں لیکن ان تمام زحمتوں کا برداشت کا عظیم اور عالمگیر تحریک کا مقصد یہ ہے کہ جاہلیت کی ساری اقدار بنیاد سے ختم ہو جائیں اور معاشرہ کے چپہ چپہ پر عمومی انقلاب پیدا ہو جائے نتیجتاً ابتدائی کوششوں اور عمومی تحریک کی کوشش مدینہ فاضلہ کی شکل اختیار کریں کہ ایک قانون منداور عظیم معاشرہ کی بنیاد ڈالیں اور اسے تہذیب وتمدن کا شہر بنائیں۔

اسلامی معاشرہ کا تقدیر ساز کردار:

صحیح اسلامی تربیت کے لئے کام کو صرف معاشرہ کے اندر جو راستہ سے بھٹک گیا ہے اور اپنی الٰی وحدت اور انسانی نظام کو کھو بیٹھا ہے؛ اس کے اندر تلاش نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ معاشرہ کی رہبری "ہدایت" اور "عمومی انقلاب" کی کرن اسلامی معاشرہ کے افسردہ اور غمگیں پیکر پر اپنا اثر چھوڑ دے اور معاشرہ کے فساد اجتماعی سیاسی ڈھانچے کو دگرگوں کر دے "وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالأَغْلاَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ "[1] اسلامی نظام میں روح پھونک کر فرد اور اس معاشرہ کو جو اندر سے اختلاف اور پراکندگی کا شکار ہوگیا ہے، کو اتحاد و یکجہتی تک پہنچائے "أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ"[2]۔

اسی وجہ سے اللہ کے انبیاء لوگوں کے درمیان عظیم اجتماعی انقلاب ایجاد کرنا (کہ جاہلیت کے آداب ورسوم کے پاش پاش ہونے پر تمام ہو اور معاشرہ میں الٰی اقدار حاکم ہوں) کو اپنا سب سے بڑا فریضہ جانتے اور اس راہ میں اپنی ساری کوشش کر ڈالیں،

---

[1]۔ اعراف/۱۵۷۔

[2]۔ شوری/۱۳۔

اور اس عمومی انقلاب کو ایک قانون مند اسلامی معاشرہ کی تشکیل کا مقدمہ قلمداد کرتے ہیں:
''بَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ''[۱]۔

اس طرح سے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی اور وسیع الٰہی احکام کے تحقق میں اسلامی معاشرہ کا تقدیر ساز اہم کردار روشن ہو جاتا ہے۔

اسلام محمدی کے تحقق اور بیان میں امام خمینیؒ کی سیرت

امام خمینیؒ خالص اسلام محمدیؐ کے تحقق اور اس کی نشرواشاعت اور ترویج و توسیع میں پیغمبروں کی روش سے استفادہ کیا اور عظیم الٰہی رسالت کی ادائیگی میں قابل دید کامیابی حاصل کی جو چیز امام خمینیؒ کو دیگر تمام علماء اور دانشوروں سے ممتاز کرتی ہے اور مسلمانوں کے دینی تفکر اور نظر میں آپ کے چہرہ کو نورانی بنائی ہے یہی نکتہ ہے۔

البتہ امام خمینیؒ اسلامی علوم و فنون کے لحاظ سے بے نظیر اور لاجواب جامعیت کے حامل تھے لیکن جو چیز آپ کو ممتاز بناتی ہے اور اللہ کے حضور آپ کی منزلت، عظمت و کرامت اور انسانی عقل کے نزدیک سنگین بناتی ہے آپ کا اسلام محمدیؐ کے تحقق اور اس کی نشرواشاعت کی کیفت میں آپ کا رسول خداؐ کی اقتداء کرنا ہے۔

امام خمینیؒ اسلامی حقائق کی تبین اور وضاحت میں تقریر اور تحریر کو بہتر سمجھتے تھے لیکن جس کو کافی نہیں سمجھتے اور معاشرہ کے عظیم اور انقلابی تبدیلی میں ضرورت جانتے تھے، آخر کار پاکیزہ راہ میں رسول خداؐ کی پاکیزہ سیرت اور امام حسینؑ کی تحریک کا احیاء کیا اور اسلامی انقلاب لاکر ملک ایران سے طاغوتی اور جاہلی اقدار کو اکھاڑ پھینکا اور خالص اسلام محمدی کو تمام اجتماعی اور سیاسی ابعاد میں محقق اور ثابت کردیا۔

اجتماعی حالات اور مطلوبہ کامیابی تک رسائی:

امام خمینیؒ نے اس وقت قیام کیا جب فسادات کے چائینلس معاشرہ کے اندر اور باہر سے ملے تھے (سلطنتی شنہشاہت اور امریکہ کا منحوس سایہ) لوگوں کی پوری ہستی اور حیثت پر ڈالے ہوئے تھا اور ہر قسم کے اجتماعی اور سیاسی امور میں آزادی اور اختیار سے محروم تھے اور اسلام کو لوگوں کی زندگی کا آئین شمار ہوتا ہے وہ عملی طور پر لوگوں کی اصلی اور تقدیر ساز زندگی سے دور کر دیا گیا جب بھی دین اور دینداری کی بات ہوتی تھی تو نفرت کی ساتھ یہ چائینل لوگوں کے جسم و جان کے پیچھے پڑ جاتا تھا اور وسیع شیطانی

---

[۱]. بقرہ/۲۱۳.

اور تبلیغاتی وسائل سے خاموش ہو جاتا تھا:

''وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ''[1]۔

اس ماحول میں کہ نظام اور اس سے وبستہ ادارے اس کو بری طرح فساد آلودہ اور بدبودار بنادیا ہے در و دیوار، مطبوعات، ریڈیو، ٹیلیوژن، مدرسہ، بازار، ادارہ کھیتی، غرض کہ ہر جگہ اور ہر طرف لوگوں کو خدا کی راہ سے روکا جاتا تھا اور شیطانی راہ کی دعوت دی جاتی تھی لوگوں کی فکر و خیال میں کفر و شرک ڈالتے اور فسق و فساد کو لوگوں کے عملی انجیکشن دیتے تھے اور احکام الٰہی کی کارساز کوئی راہ باقی نہیں بچی تھی کیونکہ موجودہ حالات ہر قسم کی دینی اور مذہبی سرگرمیوں کو نابود کر رہے تھے۔

انقلابی اسلام مدینہ فاضلہ کا آغاز:

اگر امام خمینیؒ اپنی شب و روز کی ساری کوششوں کو صرف اور صرف تبلیغ (خواہ تحریری اور یا تقریری) پر کر دیتے تو یقینی طور پر ضروری نتیجہ حاصل نہیں کر سکتے تھے لہٰذا آپنے اسلامی انقلاب پیدا کر کے ملک ایران سے فتنہ و فساد اور تباہی اور گمراہی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور معاشرہ کے اقدار اور اس کی فکر میں عمیق بنیادی تبدیلی پیدا کر دی۔ آپ نے امر بالمعروف اور نہی از منکر کی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے صرف بیان کرنے اور فتوی دینے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ قانون مند اور نظم کے مالک معاشرہ تک پہنچنے کے لئے "معروف" کو "تحریک" اور قیام کا ایک مصداق کو جانا اور اس پر تاکید کی اور زور دیا۔ اور ظالمانہ شاہی نظام اور طاغوتی حکومت کو "منکر" کا ایک مصداق بتایا اور اس کی بنیاد ڈالنے پر کمربستہ ہو گئے اور انسانوں کی روحانی حقیقت اور اس کی ترقی کے لئے خاص اجتماعی راہ ہموار کی اسی راہ کہ اس کے تمام ادارے لوگوں کی شخصیت کو بلند کرنے اور مکارم اخلاق اور سعادت کی ترویج کرنے کے سوا کوئی اور مقصد نہ تھا۔

یہ راہ وہی پاکیزہ جمہوری اسلام کا نظام ہی جس کا نتیجہ مدینہ فاضلہ اور اسلامی انقلاب کے پاکیزہ فرزند ہیں اسلام کے اجتماعی اور سیاسی احکام کی تجدید حیات اور اسلامی تمدن اور ثقافت کی ترقی کی طرف بڑھتے قدم اور اس کا حسین نکلنے والا پودا ہے جو اس راہ میں عملی ہوا ہے کہ اس کی معطر آگن کی فضاء میں روحانیت اور اخلاق کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔

اسلام کے گوناگوں نمونے اور چہرے:

خالص اسلام محمدی کے گوناگوں ابعاد اور اس کی جامعیت سے متعلق اجمالی بررسی سے پہلے اسلامی معاشروں اور مسلمانوں کو فکر میں اسلام کے گوناگوں چہروں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے تاکہ ان کو ایک دوسرے سے جدا کر کے صحیح اور دقیق اندازہ

---

[1]. زمر/۴۵.

لگا سکیں۔ ہم یہاں پر اسلام کا تین طرح کے چہروں کی تصویر پیش کر رہے ہیں اور پھر اس وقت قارئین محترم کو اندازہ لگانے کی دعوت دیتے ہیں

پہلا چہرہ۔ نظری اسلام اور تھیوریکل (خالی اسلام):

نظری اور تھیوریکل اسلام جس سے انسانی اذہان آشنا ہیں ان کے علاوہ نہیں ہے بلکہ وہی آئین ہے جو خداوند عالم کی طرف سے پیغمبر پر نازل ہوا ہے تاکہ انسانوں کی ہدایت کی ذمہ داری اپنے دوش پر لیں وہی دین ہے جس کو خداوند عالم قانونی طور پر تائید کرتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے : "إن الدين عند الله الإسلام"[1]۔ اور اس کے علاوہ کو آئین زندگی نہیں جانتا" وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِيناً فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ"[2] ایسا مکتب ہے کہ اس میں "توحید" تمام معارف الٰہی کا محور ہے اور معاد انسانی زندگی کو معنی عطا کرتا ہے ۔ نبوت، آسمانی خبر گذاری ہے جو لوگوں کی زندگی کی راہ و رسم کو ترسیم کرتی ہے اس کی فقہ اس کے عمل کا معیار اور اس کے معارف تمام انسانی ضرورتوں کو شامل ہیں اور لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے چارہ جوئی کی ہے اور مختلف اجتماعی نظاموں کو انسانی حیات کی تنظیم کے لئے پیش کیا ہے۔

اس میں فرض شدہ انسان اصول دین (توحید، نبوت اور معاد) اور اس کے لوازمات (عدل اور امامت) کا عقیدہ رکھتا ہے اور اخلاق الٰہی سے آراستہ اور احکام خدا پر پابند ہے ان اوصاف کے ساتھ ہم اسے تجدیدی اور نظری اسلام کہتے ہیں؛ کیونکہ اس مرحلہ میں اس کا نظری پہلو مد نظر ہوتا ہے اور اس کے عینی اور اجتماعی پہلو اور لوگوں کی زندگی کے مختلف میدانوں میں حاضر ہونے کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی ہے۔ یعنی اس مرحلہ میں معاشرہ میں حاضرہ ہونے اور تحقق کے لئے اور اس کے محقق نہ ہونے کا کوئی اقتضاء نہیں پایا جاتا۔ اس لئے کہ معاشرہ میں وہ تحقق ہو، معاشرہ کے نظام اور اس کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے اپنے نظری مفہوم سے ہٹ کر انسانی اور عینی عامل کا محتاج ہے کہ اس عامل کے اعتبار کو اپنے اندر (نبوت اور امامت) پروان چڑھاتا ہے۔

دوسرا چہرہ۔ خالص اسلام محمدی یا تقابلی اسلام اور مکتب امام حسینؑ:

خالص اسلام محمدی بھی نظری مفہوم کا حامل ہی اور ہم نے اسلام کے لئے جو پہلے چہرہ بیان کیا ہے وہ کسی کمی اور زیادتی کے خالص اسلام محمدی میں پایا جاتا ہے لیکن اس چہرہ میں اسلام خاص خصوصیات کا حامل ہوتا ہے جو اسے پہلے چہرہ سے ممتاز بناتا ہے اور وہ خصوصیت اسلام کی ترقی اور اسکا حقیقی تحقق ہے کہ اسلامی معاشرہ اور مسلمانوں کو حیات، نشاط اور نظام عطا کرتا ہے۔

اس مرحلہ میں صرف توحید اللہ کے معارف حقہ کا محور نہیں ہے بلکہ عقیدہ و اقتداء امت مسلمہ کا ہمہ جانبہ مرکز ہی اور معیار

---

[1]۔ آل عمران/۱۹۔

[2]۔ آل عمران/۸۵۔

خداپرست انسان کا عقیدہ اور عمل ہے اور انسانی نظاموں کو کچلنے والا کی تسلط اور غیر خدا کی بندگی اور اس کے سامنے تسلیم ہونے کا انکار کرنے والا ہے۔ روشن فکری اور آئندہ گے بارے میں غور وفکر اجتماعی اور سیاسی تحریکوں میں ہے کہ اللہ کے وعدوں پر اعتماد کرتے ہوئے کمزور افراد کے مستکبرین عالم پر یقینی کامیابی سی ماخوذ ہے ''إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ''[۱]۔

''وعد اللّٰہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم و لیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم و لیبدلنّهم من بعد خوفهم امناً یعبدوننی لایشرکون بی شیئاً و من کفر بعد ذلک فأولئک هم الفاسقون''[۲]۔

اگر اسلام مومنین کے لئے عزت وعظمت کا قائل ہے اور فرماتا ہے۔ العزّۃ للّٰہ ولرسولہ وللمؤمنین۔ یہ سب اسی اساسی قانون کی عملی پابندی اور قلبی عقیدہ کا نتیجہ ہے کہ انسان کی پوری افرادی، اجتماعی مادی، معنوی علمی اور عملی زندگی کو اپنے دائرہ میں لے لیتا ہے لہٰذا امت کی کامیابی اور کامرانی کا راز اسی نکتہ میں پوشیدہ ہے کیونکہ پیغمبر اسلامؐ نے اپنی شخصیت کے آغاز میں فرمایا ہے ''قولوا لا إله إلا اللّٰه تفلحوا'' امت کی کامیابی اس میں نہیں ہے کہ صرف کلمہ توحید زبان پر جاری کرے بلکہ اس کے خالص مفہوم کو کہ غیر خدا کی بندگی کا انکار اور اللہ تعالی کی اطاعت و بندگی کا اثبات کرنا ہو۔ فکری عقیدہ کے ساتھ عمل کی پابندی کرے تاکہ اسلامی معاشرہ متحدہ طور پر خداوند عالم کا فرمانبردار ہو اور اس کے علاوہ کی کوئی قانونی حثیت نہ ہو۔

اسی وجہ سے رسول اللہؐ کے عصر کے لوگ "توحید" اور کلمہ ''الہ الا اللہ'' کے نعرہ سے دور کرنے والے میں تقسیم ہو گئے ایک گروہ یکتاپرستوں اور توحید کا دفاع کرنے والا ہو اور دوسرا گروہ مشرکین اور توحید کا دشمن ہوا جو توحید کو اپنی ریاست، ستم اور سوء استفادہ اور دیگر مفاسد کے لئے آفت جانتا تھا۔ واضح ہے کہ حق اور باطل کی دو صفوں کا آپس میں مقابلہ ان مجاہدوں کا مقابلہ تھا نہ صرف مناظرہ اور علمی و نظری مباحثہ اور پہلے اور دوسرے چہرہ کے درمیان یہی چیز فرق ہو سکتی ہے ہاں پر پیغمبر اسلامؐ نے پہلے اور دوسرے چہرے کے درومیان رابطہ کا کردار ادا کیا ہے کہ اگر یہ رابطہ موجود نہ ہو تو اسلام انسانوں کی زندگی کے مختلف میدانوں سے خارج جائے گا اور دین الٰہی کی رسالت محقق نہیں ہوگی۔ لہٰذا اسلام نے "سنت" کو ہمیشہ کتاب کے ساتھ ساتھ رکھا ہے اور تعارف کراتا ہے اور خود پیغمبر بھی فرماتے ہیں:

'' إني تارك فيكم الثقلين : كتاب الله ، وعترتي أهل بيتي''[۳]۔

اس لئے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ "امامت" اور "ولایت امری" نظریہ اور تطبیق (تھیوریکل اسلام اور پریٹیکل اسلام) کے درمیان حلقہ اتصال ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بغیر ناقص ہے امام رضاؑ فرماتے ہیں: ''ان الامامة أس الإسلام

---

[۱]. محمد/۷۔

[۲]. نور/۵۵.

[۳]. ملاحظہ ہو ترمذی/ج۱۳/ص۱۹۹، - باب مناقب اہلبیت.

النامي وفرعه السامي"[1]۔

اسی طرح فرماتے ہیں: "ان الامام زمام الدين و نظام المسلمين و صلاح الدنيا و عز المؤمنين"[2]۔

رسول خداؐ فرماتے ہیں: "اسمعوا و اطيعوا لمن ولاه الله الامر فانه نظام الاسلام"[3]۔

امت مسلمہ کے قلب کو "امامت اور "ولایت امر" جو نبوت کا تسلسل ہے، تشکیل دیتی ہے امت مسلمہ کا عظیم پیکر "ولایت امر" کے بغیر مردہ ہے اور کامل وسالم اسلامی حیات تسلسل پر قادر نہیں ہے۔اعضاء وجوارح رکھنے کے باوجود بھی کوئی حرکت ظاہر نہیں کرتا، آنکھ رکھتا ہے لیکن بصیرت نہیں رکھتا، سر رکھتا ہے لیکن عقل نہیں رکھتا، پاوں رکھتا ہے لیکن قدرت نہیں رکھتا۔

امت مسلمہ کے عظیم پیکر میں جو حیات بخش مادہ اور خون جاری ہی وہ اسلام ہے جو احکام کی جامعیت اور زندگی ساز مختلف نظاموں کے ساتھ امت مسلمہ کی حیات کا ضامن ہوتا ہے لیکن ان تمام چیزوں کے باوجو قلب حرارت رکھتا ہے جو امت اسلامی کے پیکر جابجا خون اور حرارت پہنچاتا رہتا ہے اور اس کے تحرک اور رشد کے ضمانت کرتا ہے لہذا خالص اسلام محمدی اسلام نظری کی طرح بے اقتضاء نہیں ہے اسلام زمین اور زمان ہے اسلام انسان ہے۔ اسلام مصداق ہے نہ صرف مفہوم (مفاہیم، معارف کے وجود میں آنے کا وسیلہ ہیں) اگر جہاد اور اس کے احکام سے بحث کرتا ہے تو اس کے عملی ہونے اور خارجی وجود پیدا کرنے کے لئے ہے "قاتلوہم" کی آواز اس لئے ہے کہ "حتی لاتکون فتنہ ویکون الدین کلمہ اللہ" فتنہ ختم ہونے اور سارا دین اللہ کے لئے ہونے تک "انسان کو احکام لہی کی پابندی کرنے کا حکم اس لئے ہے "لتكون كلمه الله هی العليا" تاکہ کلمہ الٰہی بلند ہو۔ اگر امر بالمعروف اور نہی از منکر کر بات ہوتے ہے تو صرف اس کے مفہوم اور تھیوری کی گفتگو نہیں ہوتی اور اگر ہوئی ہو تو اسے خون اور شہادت سے مخلوط کرتا ہے اور الٰہی، واقعی اور انقلابی رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ امام حسینؑ اپنے خونین قیام کے کلی خطور کی اس طرح منظر کشی کرتے ہیں "انی ارید ان امر بالمعروف و نهی عن المنكر و اسير يسيره جدی و ابی"[4] جبکہ آپ خود کو شہادت اور خونین انقلاب کے لئے آمادہ کر کے فرماتے ہیں میں امر بالمعروف اور نہی از منکر کرتا چاہتا اور اپنے جد رسول خداؐ اور اپنے باپ علی مرتضیٰؑ کی سیرت پر چاہتا ہوں۔

ہاں امام حسینؑ کی منطق میں جو رسول خداؐ کی سیرت سے ماخوذ ہے امر بالعروف جو انقلاب پیدا کرے اور نہی از منکر جو برائی کا جڑ سے خاتمہ کر دے وہ خون اور قیام سے وجود میں آنے والا ہے۔امام خمینیؒ کی تحریک جس نے خالص اسلام محمدی میں پھر سے تازہ روح پھونکی ہے اور عصر حاضر میں اسلام نظری کی مطابقت اور تحقق کا ذریعہ ہوا وہ امام حسین کے مکتب میں عملی ہوا ہے اور

---

1. کافی / ج۱/ص ۲۰۰.

2. وہی ماخذ۔

3. امالی مفید/ص ۷۔

4. مقتل خوارزمی/ج۱/ص ۱۸۸۔

مختلف مواقع پر عاشورااور کربلا کے انقلاب کی یاد دلائی ہے خالص اسلام کی حیات اس تطبیق ہونے کے لحاظ دوست پرور اور دشمن ساز ہے۔ لہٰذااس کے تحقق سے زمانہ کےیزید اور وقت کے بڑی طاقتیں اپنے کارگذاروں کی مدد سے حرکت میں آگئی ہیں اور نوار الٰہی کوخاموش کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور اس کے مدمقابل اللہ کے عاشق خالص اسلام کی پروردہ شہادت طلبی کے جذبہ کے ساتھ ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے میدان کارزار میں دوڑ پڑے اور اپنی ہوشیاری اور ہدایت سے دوست و دشمن دونوں کی انگشت بدندان کردیا۔

تیسرا چہرہ۔امریکی اسلام:

حضرت امام خمینیؒ نے عصر حاضر میں سب سے پہلے "امریکی اسلام" کا استعمال کرکے اغیار کے سامنے سر جھکانے والوں اور ان کے کاسہ لسیوں کے چہرہ سے فریب کی نقاب اٹھادی جو خود کو اسلام کا الٰہی خواہ جانتے تھے اور مسلمانوں اور دنیاوالوں پر ثابت کردیاکہ اسلام حقیقی اوامریکہ کی رہبری میں مبتکیرین اوران کے کارگذراروں کالم کی طرف سے اسلام کے عنوان بتایا جارہاہے اس میں کافی فرق ہے البتہ حیرت کا مقام نہیں ہے کہ دنیا کے مبتکیرین اسلام سے اپنا فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں کم ازکم اس سے ہونے والا نقصان سے اپنے آپ کو بچائیں۔

حقیقی اسلام کی خداوند عالم کی طرف خداکی مرضی کے مطابق انسانوں کی زندگی گذارنا بتایا گیاہے شیطانی طاقتوں کاوسیع پیمانہ پر لوگوں کی زندگی میں شریک ہونے کی گنجائش نہیں چھوڑے گا۔

’’ان لعنه الله على الظالمين ...الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُم بِالآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ‘‘[1]۔

حقیقی اسلام جو خدااس کے رسول اور مومنین کے لئے واقعی عزت کا قائل ہے وہ مبتکرین عالم کی عزت کو کبھی قبول نہیں کرے گااسی لئے ان لوگوں کا خیال ہے کہ یااسلام کو بلکل مٹادیا جائے تاکہ متکبرین عالم کی ذلت بار بے چوں چرااطاعت کے لئے راہ کھل جائے یا پھر لوگوں کو گمراہ اور تحریف کے طریقوں سے اسلام پر مشتمل لوگوں کی زندگی پر سوالیہ نشان لگادیا جائے اور لوگوں پر ظاہر کریں کہ دین یعنی مذہبی تشریفات نہ زندگی کی خاص شکل اور روش (دین کا سیاست سے الگ ہونا) ایسی صورت میں پورے دین کی عمارت ڈھانے کی ضرورت نہیں ہے اور مسخ شدہ دین اور بے خرداور احمق دینداروں سے اپنے استکباری اور شیطانی مقاصد میں استفادہ کیا جاسکتاہے اوران تمام اسباب، ذخیرے اور حیثیت کھودینے کی وجہ سے انہیں اپناغلام بنایا جاسکتا ہے اور یہ امریکی اسلام کے سواء کچھ بھی نہیں ہے۔

یہاں پر استکبار کا کام شہد کی مکھی سے بھی چھوٹے کیڑے مکوڑے کے کام کی طرح ہے کہ تخم گذاری کے وقت ایک کیڑا پیدا

---

[1]. ۔اعراف/۴۴.

کرتی ہے اور ایک عصب کو اس کی پشت پر رکھ دیتی ہے اور اسے اس طرح ڈنگ مارتی ہے کہ مرتا ہے اور نہ زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے صرف بے حس و حرکت ہو جاتا ہے اور اگر زندہ اور رمق حیات باقی ہو گ تو پھر کیڑے کے تخم گذاری کی گنجائش نہیں رہ جائے گی لہٰذا اسے صرف بے حس بنا دیتا ہے۔ عالم استکبار بھی امریکی اسلام اور مسخ شدہ پیش کر کے امت مسلمہ کے پیکر ہر اس طرح ڈنگ مارتا ہے کہ اسلام باآبرو مند زندگی کو مسلمانوں سے چھین لے اور انہیں بے حس اور بے جان بنا دے سیاسی اور اجتماعی مسائل میں اسلام کے اہم حصہ کو تعطیل کرنا اور مسلمانوں کی متحرک او سر گرم زندگی کے میدانوں سے رنگ کر دینا اور اسلام کا مذہبی تشریفات کی شکل اختیار کرنا، بے حسی اور عالمی سطح پر مسلمانوں کا ذلیل اور بے جان ہونا ہے۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی ممالک کی سیاسی، ، معنوی اور اقتصادی سرنوشت یورپی لیڈروں کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے، پسماندگی خود سے بیگانگی اور غیر سے وابستگی کا سارے مسلمان شکار ہیں۔ لہٰذا آسانی کے ساتھ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ امریکی اسلام وہ اسلام ہے جس کے اندر نقص پایا جاتا ہے اور مسخ شدہ ہے جیسے برعکس کر کے پیش کیا گیا ہے ایسا اسلام ہے جس نے عزیز اور شریف ترین گوہر اور دین پوری حقیقت کہ توحید اور غیر اللہ کی عبودیت کا انکار ہے کو کھو چکے ہیں۔ اب اسلام ہے جو زندگی سے دور ہے اور اغیار کے غلط پروپگنڈوں سے اپنے اندر شیطانی اور غیر الٰہی طاقتوں کے سامنے تسلیم ہونے اور اسے قبول کرنے کا نظریہ ان کے پورے وجود میں رچ بس گیا ہے آخر کار ایسا اسلام ہے کہ اس کے احباب خدا کے دشمن اور اس کے دشمن اولیاء اللہ ہیں امریکی اسلام کا راز فاش کرنا اور خالص اسلام محمدی کو زندہ کرنا امام خمینیؒ کا اسلوب زندگی ہے۔

(آخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین)۔